کنزالایمان کی انفرادی حیثیت (ایک خصوصی جائزہ)

The individual status of the Kanzul Iman (A Special review)

1. **Dr.Shakir Hussain Khan**

Visiting Teacher dept of Islamic Learning University of Karachi

Email : shakirhussaink24@gmail.com

To cite this article:

Dr.Shakir Hussain Khan **. (2020). urdu**

کنزالایمان کی انفرادی حیثیت (ایک خصوصی جائزہ)

The individual status of the Kanzul Iman

(A Special review)

Albahis: Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

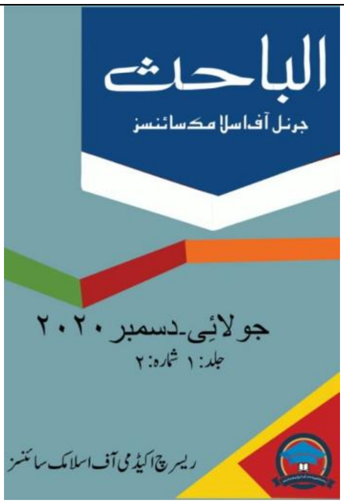

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

کنزالایمان کی انفرادی حیثیت (ایک خصوصی جائزہ)

The individual status of the Kanzul Iman

(A Special review)

Abstract

The personality of Maulana Ahmad Raza Khan Barelvi does not need any introduction in any religious circles. He was born in 14 Jun 1856 at Bareli, U P, United India. He was death 1921 at Bareli. The elder of his family emigrated He was an ethnic Pathan. Maulana Barelvi -from Kandahar (Afghanistan) to India was a great scholar. He studied 55 sciences. He specialized in Urdu, Hindi, Persian and Arabic languages.He wrote a thousand books.
In his books Hadaiq e bakhshish, Fatawa Rizvia, And the translation of the Quran(Kanzul Iman) is very famous. The love of the Prophet became his identity. He was compassionate and humane. Used to value scholars. But religious matters There are -were very hard. That's why different Muslim schools were angry with it also people in the Muslim world who love it And there are others who are against (A Specail it .I have written an article "The individual status of the Kanzul Iman review), In the eyes of scholars" on his personality and his translation of the Holy Quran.

Key words: Quran, Kanzul Iman, Fatawa Rizvia, Religious, Kandahar, Pathan, Great Scholar.

کلیدی الفاظ: قرآن، کنزالایمان، فتاویٰ رضویہ، مذہبی، قندھار، پٹھان، عظیم عالم۔

تمہید :

مولانا احمد رضا خان فاضل بریلی، کی شخصیت مذہب اور مختلف حوالوں سے کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ وہ 14 جون 1856 کو بریلی، یوپی، متحدہ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ان کی وفات 1921 کو بریلی میں ہوئی۔ ان کے خاندان کے بڑے بزرگ قندھار (افغانستان) سے ہجرت کر کے متحدہ ہندوستان آئے تھے۔ وہ ایک نسلی پٹھان تھے۔ متحدہ ہندوستان کے معروف اکابر علماء میں شمار ہوتے ہیں۔

انہوں نے کم و بیش 55 علوم پر دسترس حاصل کی مختلف زبانوں ، اردو، ہندی، فارسی اور عربی پر عبور رکھتے تھے۔ ہماری ذاتی رائے ہے کہ وہ ترکی، پشتو، پنجابی اور بنگالی کے ساتھ اور بھی علاقائی زبانیں جانتے ہوں گے۔ ان کے پاس افریقہ اور چین سے بھی سوالات آئے تھے۔ اس کے لیے ملاحظہ کر سکتے ہیں فتویٰ افریقہ، اور اظہارِ حق جو چائینہ سے معلوم کیے گئے سوالات کے جواب میں تحریر کی۔ فتویٰ رضویہ کے مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی میں آئے ہوئے سوالات کے انگریزی میں جواب دیئے گئے ہیں اور ان کا معیار بھی اعلیٰ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ہاں انگریزی ادب کا بھی اہتمام تھا۔ اگرچہ مولانا بریلوی انگریزوں کے سخت مخالف تھے لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ مولانا بریلوی پائے کے انگریزی ادب کے حامل تھے تو غلط نہ ہو گا۔ اگر ہم دارالعلوم دیوبند کے استادوں کے استاد علامہ انور شاہ کشمیری سے فاضل بریلوی کا موازنہ کریں تو وہ صرف عربی میں لکھتے تھے اردو نہیں لکھ سکتے تھے ختمِ نبوت پر اردو میں کتاب مفتی محمد شفیع کو لکھنے کا کہا۔

جب کے فاضل بریلوی کی عربی تحریر کو عربی داں اور اردو تحریر کو اردو داں پڑھ کر حیران ہو جاتے ہیں بلکہ رشک رشک کر اٹھتے ہیں۔ مولانا بریلوی کے تلامیذہ اور خلفاء میں ایسے لوگ شامل تھے جو انگریزی ادب سے آشنا تھے۔ مثلاً علامہ عبدالعلیم صدیقی اور ان کے صاحب زادے مولانا شاہ احمد نورانی وغیرہ۔ انہوں نے متعدد کتابیں اردو عربی اور فارسی میں لکھیں جن کی تعداد ایک ہزار بتائی گئی ہے۔ ان میں ایک، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، بھی ہے۔ جس کی انفرادی حیثیت اس مقالہ میں پیش کی جائے گی۔

سابقہ کام کا جائزہ :

مولانا احمد رضا خان فاضل بریلیؒ کی شخصیت اور ان کی خدمات پر بہت کام اور مختلف زاویوں سے ہو چکا ہے اگر یہ کہا جائے کے کسی عالم دین پر ان سے زیادہ کام نہیں ہوا تو یہ بے جانہ ہو گا۔ ان پر ہونے والا اکثر کام یا تو عقیدت مندی پر مبنی ہے یا پھر مکمل طور پر بے جا تنقید پر مبنی ہے۔ اور کچھ کام ان دونوں کے درمیانی صورتوں کا بھی ہے جو بہت کم ہے۔ عقیدت مندی پر مبنی کام کی مثال، ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا مقالہ برائے پی ایچ ڈی باعنوان "کنزالایمان اور دیگر معروف قرآنی تراجم" ہے۔ تنقید کی مثال، مولانا محمد الیاس گھمن کی کتاب " کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ" ہے۔ درمیانی صورتوں کی مثال ڈاکٹر محمد شکیل اوج کا مقالہ برائے پی ایچ ڈی باعنوان " قرآن مجید کے آٹھ منتخب اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ " کی دی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ کام صرف آخری سپارے کی چند آیتوں پر مشتمل ہے۔

فاضل بریلیؒ کی شخصیت اور ان کا تعارف کے لیے اکثر انہیں زرائع کو استعمال کیا جاتا ہے یا ان کے بارے میں معلومات صرف انہیں سے لی جاتی ہیں جو مولانا بریلویؒ سے زیادہ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ مولانا احمد رضا خانؒ کی شخصیت کے بارے میں معلومات زیادہ تر ان حوالوں سے لی ہیں جن کے حوالے دینا کم ہو گئے ہیں اور یہ کہ زیادہ تر ان علماء کے حوالے دیے ہیں جو غیر مسلک کے تصور کیے جاتے ہیں۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ہم میں جو نفرتیں، رنجشیں اور دوریاں بڑھ گئی ہیں وہ ختم ہو جائیں اور ہم میں محبت، اخلاص، رواداری، اتحاد، احترام اور ملن ساری جیسی صفات پیدا ہو جائیں۔

ترجمہ قرآن کنزالایمان :

مولانا امجد علی اعظمی، مصنف بہارِ شریعت، جن کی مسلسل کوششوں کی بدولت قرآن مجید کا اردو ترجمہ کنزالایمان کا آغاز ہوا اور انہی کی سعی سے پائے تکمیل کو پہنچا جن پر مولانا احمد رضا خان بریلوی حد درجے اعتماد کیا کرتے تھے۔[1]

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوجؒ لکھتے ہیں "مولانا کا ایک اور علمی شاہکاران کا ترجمہ قرآن ہے۔ یہ دراصل ان کے تلمیذ خاص مولانا امجد علیؒ (1949ء / 1367ھ) کا رہین منت ہے۔ جوان کے بے حد اصرار پر کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ لکھا نہیں گیا بلکہ بولا گیا ہے۔ یعنی مولانا ترجمہ بولتے جاتے تھے اور مولانا امجد علی لکھتے جاتے تھے۔ بایں پہلو یہ ترجمہ دیگر اردو تراجم میں منفرد ہے۔"[2]

مولانا امجد علی اعظمی نے مولانا احمد رضا سے قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی فرمائش کی تو انہوں نے کہا کہ ترجمے کے لیے مستقل وقت نکالنا مشکل ہے اس لیے آپ رات کو سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں تو املا کرادوں گا، چناں چہ ایک دن مولانا امجد علی کاغذ قلم اور دوات لے حاضر ہو گئے اور اسی وقت ترجمہ شروع کرادیا، ترجمہ کا طریقہ ابتداء میں یہ تھا کہ ایک آیت کا ترجمہ ہوتا اس کے بعد اس کی تفسیر سے مطابقت ہوتی۔ جب اس کام میں دیر ہونے لگی تو فاضل بریلیؒ کہنے لگے کہ ایک رکوع کا پورا ترجمہ کرتا ہوں اس کو بعد میں آپ تفاسیر سے ملالیا کریں، چناں چہ مولانا امجد علی اس کام میں لگ گئے پہلے ترجمہ لکھتے پھر تفاسیر سے ملاتے۔ اس طرح مولانا امجد علی نے فاضلِ بریلی سے قرآن مجید کا ترجمہ مکمل کرالیا۔ یہ اہم کام، دن یارات کے قلیل عرصے میں 1330ھ و 133ھ کے درمانی چند ماہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کنزالایمان کا جو مخطوطہ مولانا احمد جمال اعظمی مصباحی جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی معرفت نہایت خستہ حالت میں دستیاب ہوا ہے اس کے شروع اور درمیان سے بعض اوراق غائب ہیں، شروع صفحہ سات سورہ البقرہ رکوع نمبر 1 سے ہے اس کے پہلے کے صفحات دستیاب نہیں، یہ مخطوط خاص مولانا امجد علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ترجمے کے کل صفحات 325 ہیں اور سائز پیش تیس آٹھ انچ ہے جا بجا حاشیہ پر تاریخ بھی درج ہے۔[3]

عبدالمبین نعمانی، رقم طراز ہیں "حضرت صدر الشریعہؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ مسودہ اصل وہی مسودہ معلوم ہوتا ہے جسے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے املا کرایا، کیوں کہ متعدد مقامات پر خاص سطر ہی میں ایک ترجمہ لکھا ہوا ہے پھر اس کو قلم زد کر کے آگے دوسرا ترجمہ ہے، گویا ایک ترجمہ لکھوا کر اس پر غور فرمایا کرتے پھر ضرورت محسوس ہوتی تو قلم زد کر کے دوسرا لکھواتے پھر آگے کی آیت کا ترجمہ ہوتا۔ ہاں بعض مقامات وہ بھی ہیں جن کو قلم زد کر کے دو سطروں کے درمیان کی جگہ یا حاشیہ پر نشان لگا کر دوسرا ترجمہ مرقوم ہے۔ لیکن ایسے مقامات نسبۃً کم ہیں، غالباً یہ نظر ثانی کے وقت ہوا ہوگا۔ بعض آیات کے ترجمے دو دو ہیں میں نے ایسے مکرر تراجم کو رضوی کتاب گھر بھینڈی سے شائع ہونے والے نسخہ کنزالایمان کے حاشیہ پر مکرر لکھ کر حاشیہ میں شامل کر دیا ہے۔ جب کہ سابقہ مطبوعہ میں صرف ایک جگہ ترجمہ قوسین میں اصل ترجمہ کے ساتھ ہی درج ہے اور وہ آیت ہے " الحق من ربك" (البقرہ(2)(147)۔"[4] عبدالمبین نعمانی، رقم طراز ہیں "اب ذیل میں بعض وہ مقامات پیش کیے جاتے ہیں جہاں پہلے ترجمہ کچھ تھا بعد میں تبدیل کر کے دوسرا لکھا گیا تا کہ اس سے امام احمد رضا کے فکری ارتقاء کا اندازہ لگایا جاسکے۔

1-- عبدالحکیم شرف، '' مولانا شاہ محمد امجد علی اعظمی '' بشمول، بہارِ شریعت، جلد اول، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، سن ندارد، ص 5

2 ۔اوج قرآن مجید کے منتخب آٹھ اردو تراجم کا تقابلی جائزہ، ملک اینڈ کمپنی لاہور، 2007، ص 60

3 ۔نعمانی عبدالمبین، ''کنزالایمان اور صدر الشریعہ''، بشمول: سہ ماہی انوارِ رضا، جوہر آباد، جلد4، شمارہ 1۔2، 2010ء، ص86 ۔87

4 ۔نعمانی سہ ماہی انوارِ رضا، جوہر آباد، جلد4 شمار1۔2، ص 89

سورہ آیت	ترجمہ اول (غیر مطبوعہ و قلم زدہ)	ترجمہ ثانی مطبوعہ
آل عمران(3)43	اے میرے اپنے رب کے لیے سجدہ کر اور اس کے حضور ادب سے کھڑی ہو۔	اے میرے اپنے رب کے (حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لیے سجدہ کر)
آل عمران(3)44	جب وہ قلمیں ڈالتے تھے	جب وہ اپنی (قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے)
النساء(4)74	تو اسے چاہیے کہ اللہ کی راہ میں ان سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لیتے ہیں	انھیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت لیتے ہیں۔
النساء(4)83	جان لیتے یہ جو بات کھول کر نکال لیتے ہیں	جان لیتے یہ بات (میں کاوش کرتے ہیں)
النساء(4)155	تو یقین نہیں لاتے (رکھتے) مگر تھوڑا	تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے
المائدہ(5)31	اور اپنی کی طرف پلٹ نہ جاؤ کہ زیاں کی طرف پلٹو گے	اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان ان پر پلٹو گے۔
انعام(6)146	یا وہ بے حکمی کا جانور، جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا	یا وہ بے حکمی کا جانور (جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا)
انعام(6)27	اے ایمان والو اللہ و رسول سے خیانت نہ کرو	اے ایمان والو اللہ و رسول سے دغا نہ کرو
انعام(6)27	اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو جان کر	اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت
انعام(6)27	تو اللہ ان کے کاموں سے خبر دار ہے	تو اللہ ان کے (کام دیکھ رہا ہے)
توبہ(9)1	بیزاری ہے اللہ اور رسول کی	بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور رسول کی طرف
ابراہیم(14)12	اور ہم ضرور صبر کریں گے تمھاری ایذا پر	اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے
نمل(27)44	اس محل میں داخل ہو	اس سے کہا گیا صحن میں آ
صٰفٰت(37)48	ان کے پاس میں نیچی نگاہ والیاں بڑی آنکھ والیاں	ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی بڑی آنکھ والیاں

سورۃ الشمس میں: وَقَدۡ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا ۔کا ترجمہ صرف اس قدر ہے" اور نقصان پایا'۔[5]

' آگے جگہ چھوٹی ہوئی ہے شاید بعد میں لکھنا تھا کسی وجہ سے نشست بدل گئی اور یہ ناقص رہ گیا۔ مراد آباد سے مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے جو نسخہ مع تفسیر طبع کرایا اس میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح ہے" اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔"[6]

ڈاکٹر اوج رقم طراز لکھتے ہیں "مولانا بالعموم اپنی کتابوں کے نام "تاریخی" رکھا کرتے تھے۔ چناں چہ ترجمہ قرآن مجید کا نام بھی

---

[5] ۔القرآن 91: 10

[6] ۔نعمانی سہ ماہی انوارِ رضا، جوہر آباد، جلد 4 شمار 1۔2، ص 90۔91

تاریخی رکھا یعنی" کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" اس نام کے عدد 1330 بنتے ہیں اور یہی اس کا سال تحریر ہے۔ سن عیسوی میں 1911ء بنتا ہے۔"[7]

اقبال احمد رضوی لکھتے ہیں "آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ بہت مختصر وقت میں فرمایا مگر اپنی شان میں دنیا کے تمام ترجموں سے حقائق و معرفت میں بے مثل ہے اور کمال یہ ہے کہ بامحاورہ صحیح اور بغیر تاویلات کے ایسا جامع ترجمہ فرمایا ہے کہ بڑے بڑے علماء مدح گو ہیں بلکہ اشرف علی صاحب پکار اٹھے کہ قرآن کی معرفت اگر اس زمانے میں کسی کو حاصل ہے تو وہ احمد رضا خان صاحب بریلوی ہیں۔"[8]

مصطفیٰ رضا خان بریلوی لکھتے ہیں "جہاں تک ہماری معلومات اور مطالعہ کا تعلق ہے۔ یہ ترجمہ اس حیثیت سے جملہ تراجم میں ممتاز نظر آتا ہے کہ جن آیاتِ قرآنی کے ترجمے میں ذراسی بے احتیاطی سے حق جل مجدہٗ اور حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں بے ادبی کا شائبہ نظر آتا ہے، فاضل بریلوی نے ایسی آیات کا ترجمہ ایسی احتیاط اور کامیابی کے ساتھ کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔"[9]

مولانا کوثر نیازی، مولانا بریلوی کے ترجمہ کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں" احتیاط کی یہی روش امام رضا کی تحریر و تقریر کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے۔ یہی ان کا سوز نہاں ہے جو ان کا حرز جاں ہے ان کا طرہ ایمان، ان کی آہوں کا دھواں ہے، حاصل کون و مکاں ہے، بر تر از این و آں ہے، باعث رشک قدسیاں ہے، راحت قلب عاشقاں ہے، سرمہ چشم سالکاں ہے، ترجمہ کنزالایمان ہے۔[10]

ڈاکٹر محمد طاہر القادری رقم طراز ہیں "ترجمے کا یہ اسلوب جو اعلیٰ حضرتؒ نے اپنایا ہے بلاشبہ تقریری ہے نہ تحریری بلکہ ان دونوں سے الگ ایک ایسا انداز ہے جس میں کلام الٰہی کے حسن و رعنائی کی جھلک بھی موجود ہے اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ اسلوب قرآن کی انفرادیت و چاشنی بھی۔"[11]

ڈاکٹر محمد طاہر القادری رقم طراز ہیں " اس نوعیت کی علمی حکمتیں جو بسا اوقات تفسیروں کے اوراق کے اوراق پڑھ لینے سے آشکار نہیں ہو پاتیں کنزالایمان کے مطالعہ سے فوراً سامنے آجاتی ہیں۔ فی الحقیقت کنزالایمان اتنا جامع، دقیع اور بھرپور ترجمہ ہے کہ انسان کو بیسیوں تفسیروں کے مطالعے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔"[12]

ڈاکٹر محمد طاہر القادری رقم طراز ہیں" اعلیٰ حضرت کا ترجمہ مقصدیت کے اعتبار سے بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ ترجمہ قرآن میں مقصدیت کے پہلو سے مراد یہ ہے کہ قرآن کسی مقام پر جو خاص مضمون یا حقیقت بیان کرنا چاہتا ہے یا کسی واقعہ کے بیان سے جو خاص تاظر قائم کرنا چاہتا ہے ترجمہ کرتے ہوئے لفظوں کا انتخاب اتنی احتیاط سے کیا جائے اور ان کی ترتیب و ترکیب میں اس درجہ حزم ملحوظ رکھا جائے کہ جو قرآن ذہن نشین کرانا چاہتا ہے وہ تصور بلا کم و کاست ترجمے کے قالب میں ڈھل کر قاری کے ذہن میں اتر جائے۔"[13]

ملک شیر محمد خان اعوان رقم طراز ہیں "اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی برصغیر پاک و ہند کے وہ عظیم ترین مترجم ہیں جنھوں نے انتہائی کدو کاوش سے قرآن حکیم کا ایسا ترجمہ پیش کیا ہے جس میں روح قرآن کی حقیقی جھلک موجود ہے۔ مقام حیرت و استعجاب ہے کہ یہ ترجمہ لفظی ہے اور بامحاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور محاورہ کا حسین ترین امتزاج آپ کے ترجمہ کی بہت بڑی خوبی ہے پھر انھوں نے ترجمہ کے سلسلے میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے کہ لغت کے مطابق ہو اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب کیا جائے جو آیات کے سیاق و سباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہوں۔ اس ترجمہ سے قرآنی حقائق و معارف کے وہ

---

[7] ۔اوج قرآن مجید کے منتخب اردو تراجم کا تقابلی جائزہ، ص 60

[8] ۔مصطفائی اقبال احمد رضوی، کراماتِ اعلیٰ حضرت، انجمن محبان مصلح الدین صدیقی، کراچی، 1996ء، ص 55

[9] ۔قادری محمد مصطفیٰ رضا خان، ملفوظات، حامد اینڈ کمپنی، لاہور، سن ندارد، ص 5

[10] ۔نیازی کوثر، امام احمد رضا خان بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت، رضا نیوز ایجنسی پتوکی، قصور، فروری 1996ء ص 8

[11] ۔طاہر القادری، کنزالایمان کی فنی حیثیت، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، اپریل 1997ء، 16

[12] ۔طاہر القادری، کنزالایمان کی فنی حیثیت، ص 18

[13] ۔طاہر القادری، کنزالایمان کی فنی حیثیت، ص 18

اسرار و معارف منکشف ہوتے ہیں جو عام طور پر دیگر تراجم سے واضح نہیں ہوتے یہ ترجمہ سلیس، شگفتہ اور رواں ہونے کے ساتھ ساتھ روحِ قرآن اور عربیت کے بہت قریب ہے۔ان کے ترجمہ کی ایک نمایاں ترین خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے ہر مقام پر انبیاء علیہم السلام کے ادب و حترام اور عزت و عصمت کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا ہے۔ان کے ترجمہ قرآن کے جملہ محاسن بیان کرنے کے لیے تو ضخیم تصنیف کی ضرورت ہے کیوں کہ اس طرح ان تمام مقامات کو زیر بحث لانا پڑے گا جنھیں دوسرے تراجم کے مقابلے میں امتیاز حاصل ہے۔"[14]

استاذ سعید بن عزیز یوسف زئی رقم طراز ہیں" میں نہایت وضاحت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ الم سے لے کر والناس تک ہم نے کنزالایمان میں نہ تو کوئی تحریف پائی ہے اور نہ ہی ترجمہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کو پایا ہے۔نہ کسی بدعت اور شرک کے کرنے کا جواز پایا ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسا ترجمۂ میں کسی قسم کی غلط بیانی کو پایا ہے، نہ ہی کسی بدعت اور شرک کے کرنے کا جواز پایا ہے بلکہ یہ ایک ایسا ترجمۂ قرآن مجید ہے کہ جس میں پہلی بار اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لیے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت، علوت ،تقدس و عظمت و کبریائی کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔جب کہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سمیت کسی بھی مکتب فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ہے اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا، شفیع روز جزاء سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے، یا جن میں آپ سے خطاب کیا ہے تو بوقت ترجمہ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح صرف لفظی اور لغوی ترجمہ سے کام نہیں چلایا ہے بلکہ صاحبِ ما ینطق عن الھویٰ اور رزفعنا لک ذکرک کے مقامِ عالیشان کو ہر جگہ ملحوظِ خاطر رکھا ہے یہ ایک ایسی خوبی ہے جو کہ دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے۔"[15]

کنزالایمان کی انفرادیت:

فاضل بریلیؒ نے اپنے ترجمہ قرآن کا نام "ترجمۃالقران فی کنزالایمان" رکھا جو تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ جس کا سن تاریخ 1330 ہجری ہے۔کنزالایمان کا معنیٰ "ایمان کا خزانہ" کے ہیں۔ جہاں تک ترجمے کی خاصیت کا تعلق ہے تو یہ ترجمہ لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ معلوم ہوتا ہے۔ عمومی طور پر فاضل بریلیؒ قرآنی الفاظ کے نیچے اسی کا ترجمہ کیا ہے اور اس کے الفظ کا انتخاب آیت کے سیاق وسباق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس طرح کیا کہ ترجمہ بامحاورہ معلوم ہوتا ہے۔ گویا یہ ترجمہ لفظی اور بامحاور ترجمے کا امتزاج ہے۔

فاضل بریلی نے اپنے ترجمے میں قرآنی اسلوب اپنانے کی سعی کی ہے اور قرآنی محاوروں کی پاسداری کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ترجمہ کنزالایمان کی جامعیت، معنویت ،کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ایک تشریحی ترجمہ بھی ہے جو کہ تفاسیر اور لغوی مباحث کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے جیسا کہ مولانا امجد علی اعظمی کے بیان سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔اس ترجمے میں اس بات کا بھی خصوصی طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ جن آیات میں اللہ رب العٰلمین کی ذات وصفات بیان کی گئیں ہیں تو ان کا ترجمہ کرتے وقت اس کی تقدیس و عظمت کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی طرح جن آیات میں صرف حضور ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے وہاں بھی مقام رسالت کی پاسداری کی گئی ہے۔

[14] ۔اعوان شیر محمد خان ، ملک، محاسن کنزالایمان، برکاتی پبلشرز، کراچی، سن ندارد، ص3

[15] ۔یوسف زئی، سعید بن عزیز، کنزالایمان اہل حدیث کی نظر میں، ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی، سن ندارد، ص5۔6

محاسن کنزالایمان:

مولانااحمد رضاخان بریلوی تسمیہ "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کا ترجمہ کرتے ہیں: "اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔"[16]

سعید بن عزیز یوسف زئی رقم طراز ہیں"ہر مترجم نے ترجمہ تقریباً یوں کیاہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام کہیں بھی ان کے تراجم میں مبتداء کی حیثیت سے نہیں آتاہے جب کہ اردو زبان میں یہ ہو سکتا تھا بلکہ اس سے جملہ نہایت بامعنی اور خوبصورت بن جاتاہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ صرف اکیلے احمد رضاخان صاحب بریلوی میں جو کہ اس بات کااعلان کررہے ہیں کہ اللہ کے نام سے شروع جو بڑامہربان نہایت رحم والا۔ آخر کو یہ بھی تو اس آیت کا ترجمہ ہے کہ جس کے لیے ہر مترجم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام نامی سے پہلے " شروع "لانے کی ضرورت پیش آئی۔ مگر آفرین ہے مولانا احمد رضا پر کہ بغیر شروع کے لیے مقام خداوندی کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ھوالاول والاخر۔ کہ جب کائینات کی ابتداءاس سے ہوئی، مادہ کی ابتداءاس سے ہوئی روح کی، جنس کی، غرض یہ کہ ہر شے کی ابتداءاس سے ہوئی تو یہ کیوں کرناممکن ہے کہ بسم اللہ شریف کے ترجمے کی ابتداءاس کے مقدس ومکرم ترین نام سے نہ ہو۔"[17] مولانااحمد رضاخان بریلوی نے "تسمیہ (بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ)کا ترجمہ کیاہے: "اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔ "[18]

آپ نے ملاحظہ فرمایاکہ فاضل بریلوی نے تسمیہ کے ترجمہ کاآغاز،اسم "اللہ" سے کیاجو بعد میں بریلوی مکتب کے تراجم کی شناخت بن گیا۔مثال کے لیے درجِ ذیل تراجم ملاحظہ کیجیے:

علامہ احمد سعید شاہ کاظمی نے ترجمہ کیاہے:" اللہ نہایت رحمت والے بے حد رحم فرمانے والے کے نام سے۔"[19]

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ترجمہ کیاہے: "اللہ کے نام سے شرع کرتاہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والاہے۔"[20]

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ترجمہ کیاہے:۔"اللہ کے نام سے شرع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والاہے۔"[21]

جب ہم قرآن مجید کے مفہومی تناظر میں فاضل بریلوی کے ترجمہ پر نظر ڈالتے ہیں تو قادری صاحب کاتسمیہ کا کیاگیاترجمہ کلاسیکل معلوم ہوتاہے۔

لفظ"رحمٰن"مبالغہ کاصیغہ ہے لیکن لفظ"رحیم" صفت مشبّہ ہے جس کے اندر معنٰی تسلسل کے پائے جاتے ہیں" یعنی"ہمیشہ رحم کرنے والا"اس لیے تسمیہ کا ترجمہ قرآنی متن کے مطابق سے وہی مناسب معلوم ہوتاہے جو پیر صاحب نے کیاہےاوران کے بعداوران سے بھی بہترین ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کیاہے اس لیے ایک بار پھر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کاترجمہ ملاحظہ کیجیے: اللہ کے نام سے شرع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والاہے۔" تسمیہ کے تراجم کے تقابل سے یہ نتیجہ نکلاکہ علامہ سعیدی نے ظاہری طورپر توفاضل بریلیؒ کی اتباع میں ترجمہ کاآغاز،لفظ" اللہ" سے کیا۔لیکن "الرحمٰن الرحیم "کے ترجمہ میں انہوں نے سب سے ہی اختلاف کرکے تقریباًدوسوسال سے ہونے والے"الرحمٰن الرحیم "کے اردو تراجم میں تفردحاصل کیاہے۔ان تمام مترجمین نے نحواعتبار سے مبالغے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوتےاور فاضل بریلوی نے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایجاز واختصار سے کام لیااور دونوں کے لیے ایک ہی لفظ" نہایت "استعمال کیایعنی اس کو کھولا جائے یااس کی شرح کی جاتوترجمہ اس طرح ہوگا" جو نہایت مہربان نہایت رحم والا۔"اس ترجمے میں "بہت "اپنے مفہوم کے اعتبار سے"رحمت والا" سے معطوف ہے مگر محذوف یعنی رحم والے کانہایت چھپاہواہے۔جب کہ دیگر نے دونوں کے لیے الگ الگ مبالغے کاصیغہ استعمال کیا۔

---

[16] ۔بریلوی احمد رضاخان، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن،،(حوالہ 62/1) پاک کمپنی،رجسٹرڈ،لاہور،2003ء،ص 2

[17] ۔یوسف زئی، کنزالایمان اہل حدیث کی نظر میں، ص 7

[18] ۔بریلوی کنزالایمان فی ترجمۃ القران، ص 2

[19] ۔کاظمی سید احمد سعید،البیان،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور،جون 2012ء، ص 2

[20] ۔مکرم شاہ، پیر،جمال القرآن(حوالہ :101)، ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور،سن ندارد، ص 2

[21] ۔طاہر القادری، عرفان القرآن، منہاج القرآن پبلی کیشنز،لاہور،اشاعت پنجم،اکتوبر2003ء، ص 6

فاضل بریلیؒ آیت کریمہ: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ [22] کا ترجمہ کرتے ہیں: "وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں۔" [23]

ڈاکٹر محمد طاہر القادری رقم طراز ہیں" اہل علم جانتے ہیں کہ ذلک اسم اشارہ بعید ہے جو دور کی اشیاء کے لیے بولا جاتا ہے۔ قریب کی چیز کے لیے" ھذا" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن تو پڑھنے، سننے والے کے قریب ہے۔ دکھائی بھی دیتا ہے، پڑھا اور سنا بھی جاتا ہے لیکن یہاں اسم اشارہ قریب یعنی" ھذا" استعمال نہیں کیا بلکہ "ذلک" لایا گیا ہے۔"ذلک" کے استعمال کی حکمت جاننے کے لیے آپ جتنے ترجمے چاہیں دیکھ لیں کسی ترجمے میں وہ معنویت و حکم دکھائی نہیں دیتی جو اسم اشارہ بعید کے استعمال کے مضمر ہے۔ یہ امتیاز صرف اعلیٰ حضرت کو حاصل ہے کہ انھوں نے کنزالایمان کے قلب میں اسم اشارہ بعید کے استعمال کی حکمت واضح کرکے رکھ دی ہے۔ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ۔ "وہ بلند رتبہ کتاب میں کوئی شک کی جگہ نہیں" ذہن میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ "بلند رتبہ کتاب" کے الفاظ کہاں سے آگئے۔ حق یہ ہے کہ انہی میں ذالک کے استعمال کی حکمت پنہاں ہے۔ بسا اوقات ایک چیز اپنے حسی وجود کے اعتبار سے تو انسان کے قریب ہوتی ہے لیکن اپنی عظمت و سطوت اور شوکت و رفعت کے اعتبار سے اتنی ارفع اور بلند ہوتی ہے کہ اس کی حقیقت تک رسائی انسانی فہم وادراک سے بالا ہوتی ہے۔ قرآن حسی اعتبار سے تو ہمارے قریب ہے لیکن مقام و مرتبے کے اعتبار سے اتنا ارفع ہے کہ ساری انسانیت مل کر بھی اس کی مثل بنانے سے قاصر ہے قرآن وجود کے اعتبار سے بے شک ہمارے قریب ہے لیکن عظمت کے اعتبار سے اتنا بلند ہے کہ ذہن انسانی کی پرواز سے ماوراء ہے لہٰذا قرآن کی عظمت و بزرگی اور رفعت و سطوت نے ظاہراً نزدیک ہوتے ہوئے بھی اسے فہم انسانی سے دور بنا دیا ہے۔ اسی حکمت کے تحت اعلیٰ حضرت نے" ذلك الكتٰب" کا ترجمہ" وہ بلند مرتبہ کتاب" کیا ہے۔ یعنی وہ علو مرتبت کتاب جس کی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح "لاریب فیہ" کا ترجمہ کرتے ہوئے اکثر مترجمین نے شک کی ماہیت کو متعین کر دیا ہے۔ مثلاً یہ وہ کتاب ہے کہ اس کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں وغیرہ وغیرہ۔ صاف ظاہر ہے شک ایک نوعیت کا نہیں کئی قسم کا ہو سکتا ہے۔ قرآن حکیم نے شک کی کسی نوعیت کو متعین نہیں کیا۔" لَا رَيْبَ فِيهِ "میں تنکیر کی وجہ سے عمومیت و استغراق پایا جاتا ہے اس لیے" لَا رَيْبَ فِيهِ " کا معنی ہوگا کہ ذہن انسانی میں جو جو اور جس جس طرح کا شک بھی پیدا ہو سکتا ہے قرآن اس سے پاک ہے۔ قرآن حکیم میں شک کی نفی جتنے وسیع معنی پر دلالت کرتی اعلیٰ حضرت نے "لَا رَيْبَ فِيهِ " کا ترجمہ اسی وسعت سے کیا ہے۔" [24]

اعلیٰ حضرت فاضل بریلیؒ ،آیت کریمہ :إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ۔[25] " کا ترجمہ کرتے ہیں: " اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔"[26]

محمد نعیم اختر نقشبندی لکھتے ہیں" حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس آیت کا ترجمہ فارسی میں یو فرمایا: وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح دے بغیر خدا۔ یہ بالکل وہی ترجمہ ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا۔ قاضی ابو بکر جصاص نے احکام القرآن میں فرمایا: ولا خلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحة اذا اهل بها لغیر الله عند الذبح۔ افسوس ناک پہلو یہ ہے حکومتِ سعودیہ کی طرف سے جو شاہ ولی اللہ کا ترجمۂ قرآن فارسی زبان میں شائع کیا گیا ہے ان الفاظ

[22] ۔القرآن 2: 2

[23] ۔بریلوی، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، ص 3

[24] ۔محمد طاہر القادری، کنزالایمان کی فنی حیثیت، ص17-18

[25] ۔القرآن 2: 173

[26] ۔بریلوی، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، ص47

ترجمہ بدل دیا گیا ہے اب یہ کر دیا گیا ہے" وآنچہ آواز بلند کردہ شود براو بغیر نام خدا۔" جب کہ تاج کمپنی کا جو فارسی ترجمہ ہے وہاں اصل الفاظ موجود ہیں۔ وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا۔"[27]

مولانا احمد رضا خان بریلوی، آیت، کریمہ۔ میں: نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۔[28] کا ترجمہ کرتے ہیں:"وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انھیں چھوڑ دیا۔"[29]

پروفیسر سید اسد محمود کاظمی، رقم طراز ہیں" مترجمین نے نسیان کا معنی بھولنا کیا ہے حالانکہ اگر انسان بھول جائے تو اس پر مواخذہ نہیں اور بھولنے کی نسبت خدا کی طرف کرنا محال ہے تو پھر بھی معنی کیا ہوگا؟ تفسیر جلالین میں ہے" نسوا اللہ: ترکوا طاعتہ، فنسیھم ترکھم من لطفہ۔ کہ منافقین نے خدا کی اطاعت کو ترک کیا تو خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے لطف و کرم سے محروم کر دیا۔[30]

فاضل بریلیؒ ،آیت، کریمہ۔:إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔[31] " کا ترجمہ کرتے ہیں: تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔"[32]

پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج اپنے مقالے" پیغمبر امن وسلامتی ﷺ" میں آیت مذکورہ کے تحت لکھتے ہیں" یہ ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ قرآن " کنزالایمان" سے لیا گیا ہے۔اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ مولانا نے"منذر" اور"ھاد" کی صفات کو پیغمبر اکرم ﷺ کی طرف لوٹاتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔ جب کہ اکثر مترجمین نے منذر کی صفت رسول اللہ ﷺ کی طرف اور ھاد کی صفت ہر قوم کے پیغمبر کی طرف لوٹائی ہے۔انگریزی زبان میں اس ترجمے کی مثال، عبداللہ یوسف علی محمد مارماڈیوک پکتھال اور آرتھر جے آربری کے ہاں بھی ملتی ہے۔اور مترجمین مولانا بریلوی سے قبل سر سید احمد خان کے ہاں اس کی مثال موجود ہے۔"[33]

فاضل بریلیؒ آیت، کریمہ: وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُم مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا۔[34] " کا ترجمہ کرتے ہیں:اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمھیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ۔"[35]

ہمارے اکثر اردو مترجمین نے آیت مذکورہ کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ انبیاء کرام معاذاللہ ان کے عقیدے پر تھے، یقیناً ایسا ترجمہ ہمارے بزرگوں سے غیر دانستہ طور پر ہی ہو گیا ہوگا اور اس جز" أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا"کا ترجمہ کیا گیا" یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں/ یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ/ یا تو تمھیں ہماری ملت میں واپس آنا ہوگا۔یعنی لوٹ آؤ۔ پھر آؤ، واپس آجاؤ، جو پہلے وہاں موجود ہو وہی لوٹ کر جائے گا پھر کے جائے گا واپس جائے گا۔اب اہل علم سے وضاحت سنیے۔

مولانا محمد حنیف خان بریلوی رقم طراز ہیں" یہاں ایک علمی سوال ہے کہ" لتعودن" جس کا ترجمہ دوسرے مترجمین نے پھر آنا،لوٹ آنا اور واپس آجانا، کیا تو یہ لغت کے کے مطابق نہیں،اور کیا اعلیٰ حضرت کے ترجمہ" آجانا اور ہو جانا" کی بھی کوئی سند ہے۔بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ دیگر مترجمین نے جو ترجمہ کیا ہے وہ

---

[27] ۔نقشبندی محمد نعیم اختر،''کنزالایمان گنجینہء عرفان''، بشمول: سہ ماہی انوارِ رضا، جوہر آباد، جلد4 شمار1-2، ص 164

[28] ۔القرآن9 : 67

[29] ۔بریلوی، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، ص 354-355

[30] ۔کاظمی سید اسد محمود، پروفیسر،''کنزالایمان اور عقیدہء الوہیت ورسالت''، بشمول: سہ ماہی انوارِ رضا، جوہر آباد، جلد4 شمار1-2، ص 269

[31] ۔القرآن 13: 7

[32] ۔بریلوی کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، ص 449

[33] ۔اوج محمد شکیل، صاحبِ قرآن، مسند سیرت، جامعہ کراچی، کراچی، طبع اول، اپریل2013ء، ص 95

[34] ۔ القرآن 14:13

[35] ۔بریلوی کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ص 462

لغت کے عین مطابق ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ لغت مشہور کے موافق نظر نہیں آتا اسی چیز کو سمجھنے کے لیے اصول و قواعد، لغت عرب اور مفسرین کی صراحت کی طرف چلتے ہیں۔ عربی گرامر کا مبتدی طالب علم بھی اس بات سے نحو میر جیسی ابتدائی کتابوں میں واقف ہو جاتا ہے کہ " عاد" افعال ناقصہ میں بھی شمار ہوتا ہے۔اور اس کا استعمال بمعنی "صار" خوب ہوتا ہے، جیسے "عاد زید غنیا" زید غنی ہو گیا۔ مطلب یہ ہوا کہ "عاد" جب افعال ناقصہ سے ہے اور "صار" کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے تو اب "عاد یعود عودا" بمعنی، صار یصیر صیرورۃ، ہوگا، جس کا معنی، "ہانا" ہاگا، چوں کہ "صار" انتقال کے لیے آتا ہے لہٰذا، آجانا، بھی اس کا معنی ہو گا۔ یہاں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ " العود، ہمیشہ، لوٹنے، اور واپس آجانے، کے معنی ہی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے دوسرے معنی بھی ہیں، لغت میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ چناں چہ لغت کی مشہور و مستند کتاب "لسان العرب" میں ہے "عاد الشئی یعود عودا و معاداً ای رجع وقد یرد بمعنی صار۔ "عاد یعود" رجع، کے معنی میں آتا ہے، لیکن اس کا استعمال کبھی "صار" کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اب معنی ہوں گے" ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا" حدیث شریف میں بھی اس معنی کی صراحت موجود ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا" اُعدت فتاناً یا معاذ" اے معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنے والے ہو گئے۔ یہاں "عدت" بمعنی "صرت" ہے۔ ایسا نہیں کہ حضرت معاذ پہلے بھی ایسے ہی فتنہ انگیز تھے اور اب پھر اسی حالت کی طرف لوٹ گئے۔ ان کی اس حالت کا بیان ہے کہ پہلے تم لوگوں کو راحت پہنچاتے تھے کیا اب ان کو آزمائش میں ڈال رہے ہو۔ آیت کریمہ میں بھی یہی معنی مراد ہیں۔ یعنی کافر انبیاء کرام کو شہر بدر کرنے کی دھمکی سنا رہے ہیں یا پھر ان کے مذہب میں شامل ہو جائیں۔" [36]

فاضل بریلیؒ، آیت، کریمہ: وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ۔ [37] کا ترجمہ کرتے ہیں" اور تمھیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی" [38]

مولانا کوثر نیازی رقم طراز ہیں" : وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ۔ کے ترجمے کو دیکھ لو، قرآن پاک شہادت دیتا ہے،" مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ "رسول گرامی نہ گمراہ ہوئے نہ بھٹکے۔ "ضل" ماضی کا صیغہ ہے مطلب یہ ہے کہ ماضی میں آپ کبھی گم گشتہ راہ نہیں ہوئے۔ عربی ابان میں ایک سمندر اس کا ایک لفظ کئی کئی مفہوم رکھتا ہے ترجمہ کرنے والے اپنے عقائد و افکار کے رنگ میں ان کا کوئی سا مطلب اخذ کو لیتے ہیں۔ "وَوَجَدَكَ ضَالًّا ..." کا ترجمہ " ما ضل" کی شہادت قرآن کو سامنے رکھ کر عظمت رسول کے عین مطابق کرنے کی صورت تھی مگر ترجمہ نگاروں سے پوچھو انھوں نے آیت قرآنی سے کیا انصاف کیا ہے۔ کنز الایمان، میں امام احمد رضا خان کے ترجمے کو دیکھیے۔ امام نے کیا عشق افروز اور ادب امور ترجمہ کیا ہے۔" [39]

سعید بن عزیز یوسف زئی لکھتے ہیں "افسوس ان مترجمین پر بھی ہوتا ہے جو کہ بوقت ترجمہ اپنا ذہن اتنا سا بھی استعمال نہ کر سکے کہ یہ ترجمہ ہم کس کے لیے کر رہے ہیں؟ کیا وہ نعوذ باللہ گمراہ تھے؟ اگر گمراہ تھے تو پھر نبی کیوں کر بنت؟ کیا اللہ تعالیٰ گمراہوں کا اپنا محبوب اور دوست بناتا ہے؟ کیا محمد ﷺ نعوذ باللہ گمراہ تھے کیا قران مجید اُن کے بارے میں اعلان نہیں کر رہا کہ: مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ .... تمہارے ساتھی محمد مصطفیٰ ﷺ گمراہ نہیں ہیں؟ پھر اس کے باوجود یہ بات کہنا کیا معنی رکھتا ہے؟۔ مگر دیکھیے کہ یہاں بھی مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ہی ہیں کہ ان کا ترجمہ ہی مقام مصطفیٰ کی روشنی میں کیا گیا ہے اور حامل مقام محمود ﷺ کی عظمت و رفعت کے مطابق ہے کہ لکھتے ہیں" اور تمھیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی" دیکھیے احادیث شریفہ میں کثرت سے آیا ہے کہ قبل از بنوّت سرکار دو عالم پہروں استغراق میں محو رہتے غارِ حرا میں جا کر تشریف فرمایا کرتے تھے اور کئی کئی دن تک رموزِ کائنات و تخلیقِ کائینات وغیرہ پر غور فرمایا کرتے

[36] --بریلوی محمد حنیف خان، ترجمہ کنز الایمان کے بعض علمی پہلو، بشمول: سہ ماہی انوارِ رضا، جوہر آباد، جلد 4 شمار 1۔2، ص 179۔180

[37] ۔القرآن 93:7

[38] ۔بریلوی، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ص 107

[39] ۔نیازی، احمد رضا خان بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت، ص 8۔9

تھے۔ یہ سب کچھ کیا تھا؟ یہ خود رفتگی تھی ذات باری تعالیٰ سے کہ پہروں اسی کے خیالوں میں گمن اور دھن میں رہتے تھے اگر اسے گمراہی کہہ دیا جائے تو یہ خود گمراہی ہو گی بلکہ اشد دیوانگی ہو گی کہ محبّت و خدر فتگی کا نام گمراہی رکھ دیا جائے۔ اللہ عقلِ سلیم عطا فرمائے۔"[40]

خلاصہ:

فاضل بریلیؒ کی شخصیت متعدد خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ ان کی علمی حیثیت نہایت بلند تھی۔ جس عنوان کے تحت قلم اٹھاتے کمال کر دیتے تھے۔ انہوں نے جو علمی خزانہ چھوڑا ہے وہ مسلمانوں کا مشترکہ ورثہ ہے اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہونی چاہیے۔ فاضل بریلی اور ان کے ہم عصر علماء اللہ کو پیارے ہو گئے۔

فاضل بریلیؒ کی کہی ہوئی سخت باتیں واعظ و تقاریر دوہرانا اور دوسرے کے اکابرین کی توہین کرنا مہذب معاشرے کو زیب نہیں دیتا، اسی طرح فاضل بریلیؒ کی علمی فضیلت کو داغ دار کرنا بداخلاقی اور بدتہذیبی کے زمرے میں آتا ہے۔

فاضل بریلیؒ کا ترجمۃالقرآن کنزالایمان، اردو ادب کے ابتدائی و وسطی دور میں سے ایک اردو ترجمہ قرآن ہے اور اس ترجمہ کو قرآن مجید کے اچھے تراجم میں ایک مقام بھی حاصل ہے لیکن فاضل بریلیؒ کے ترجمہ قرآن کو حرفِ آخر سمجھنا نادانی ہے۔ ہم نے صرف چند انہیں آیتوں کے تراجم رقم کیے ہیں جن میں فاضل بریلیؒ کو تفرد حاصل ہے اور دوسرے مترجمین کے مقابلے میں انہوں نے اچھا ترجمہ کیا ہے۔ اور ان آیات کے ترجموں کے حق میں علماء کے اقوال بھی موجود ہیں۔ اس لیے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ترجمہ قرآن کنزالایمان کو اردو ترجم قرآن میں ایک انفرادی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید کی بعض آیتوں کے ترجم میں فاضل بریلیؒ تفرد بھی رکھتے ہیں۔ فاضل بریلیؒ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کو اردو تراجمِ قرآن میں یہ انفرادی حیثیت بھی حاصل ہے کہ یہ سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اردو ترجمہ قرآن ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

40. یوسف زئی، کنزالایمان اہل حدیث کی نظر میں، ص8